50

فلسفۂ صوم و صلوٰۃ

(فرمودہ ۱۲؍ مئی ۱۹۲۲ء)

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ اور آیت شریفہ **یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون** (البقرۃ ۱۸۴) کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے پچھلے خطبہ میں یہ بات بیان کی تھی کہ احکام الٰہیہ انسان کے نفع کے لئے ہیں۔ یعنی ان کی غرض انسان سے کچھ لینا نہیں ہوتا۔ بلکہ کچھ دینا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں بھی جو میں نے پڑھی ہے روزوں کے فرض کرنے کی وجہ بتائی گئی کہ **لعلکم تتقون** تاکہ متقی ہو جاؤ۔ روزہ سے تم لوگوں کا متقی بنا دینا غرض ہے۔

روزے کس طرح متقی بنا دیتے ہیں؟ اور تقویٰ کیا چیز ہے؟ ان دو سوالوں کے حل ہونے سے یہ آیت حل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب کسی چیز کی تعریف معلوم ہو جائے تو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کس طرح حاصل ہو سکتی ہے اگر یہ معلوم نہ ہو کہ روٹی کیا چیز ہے تو کسی کے یہ کہنے سے کہ آگ جلاؤ۔ روٹی پکائیں۔ آگ جلانے اور روٹی پکانے کا تعلق معلوم نہ ہوگا۔ فرض کرو کہ جوتی یا کپڑے کا نام روٹی ہوتا تو یہ کہنے پر کہ آگ لاؤ۔ روٹی پکائیں۔ واقف یہ کہنے والے پر ہنسیں گے پس اگر کسی چیز کی تعریف معلوم نہ ہو۔ تو اس سے تعلق رکھنے والی باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ اور یہ نہیں معلوم کر سکتے کہ فلاں چیز فلاں چیز کے ذریعہ سے کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ قینچی لاؤ۔ روٹی پکائیں تو ناواقف سمجھیں گے کہ قینچی کا روٹی پکانے سے تعلق ہوگا لیکن اگر کسی کو معلوم ہو کہ روٹی پکانے کے لئے پہلے آٹا گوندھتے ہیں پھر آگ جلاتے ہیں۔ تو وہ کہے گا کہ قینچی کا روٹی پکانے سے تعلق نہیں۔ روٹی تو آٹا گوندھ کر آگ پر پکائی جاتی ہے۔

پس ہمیں پہلے مقصد معلوم ہونا چاہیئے پھر تطابق معلوم ہو جائے گا۔ اس لئے ہمیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ کس طرح روزوں سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ اس آیت کا مفہوم بیان کرنے سے پہلے

ضرورت ہے کہ یہ بیان کیا جائے کہ اتقاء کیا ہے۔ اتقا۔ وقیٰ سے نکلا ہے۔ وقیٰ کے معنی ہیں۔ کسی چیز کو محفوظ کر دینا۔ بچا دینا۔ اس کے اور ضرر رساں چیزوں کے درمیان روک ہو جائے۔ یا کسی کی اصلاح کر دینا۔ اسے خرابی اور نقص سے بچادینا۔ یہ وقیٰ کے معنی ہیں۔ کوئی چیز جو اپنی ذات میں بگڑنے کے اسباب رکھتی ہو۔ ان سے اس کو بچا دینا۔ یا ایسی چیزوں سے بچا دینا جو اسے خراب کرنے والی ہوں۔ اتقاء کے معنی ہیں اپنے اندر یہ بات پیدا کرنا یعنی وقیٰ کے جو معنی ہیں وہ اپنے اندر بات پیدا کرنا نقصان سے محفوظ ہو جانا۔ دوسری چیزوں کے ضرروں اور نقصانوں سے محفوظ ہو جانا۔ یا یہ معنی بھی ہونگے کہ اپنے اندر یہ حال پیدا کرلینا کہ جس سے ہماری اندرونی اصلاح ہو جائے۔

پھر اتقوااللہ کے کیا معنی ہیں؟ یہ کہ ہمارے اور خدا کے تعلقات کے درمیان جو کسی وجہ سے نقص آسکتا ہے اس سے بچ جانا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ کوئی ضرر رساں ہے اس سے بچ جانا۔ بلکہ خدا سے تعلق میں جن باتوں سے ایسا نقص پیدا ہو سکتا ہے جس پر گرفت ہو اس سے بچنے کو تقویٰ کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اس خرابی کو دور کرنا جس سے انسان خدا کی گرفت میں آجائے یا اندرونی اصلاح کرنا۔ تو عام فہم لفظوں میں یہ مفہوم ہوا کہ تقویٰ اللہ کے معنی ہیں ایسی باتوں سے بچ جانا جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوتی ہیں۔ یا ان باتوں کو دور کرنا جو انسان کے اندر پیدا ہو کر خداتعالیٰ کی ناراضگی کو بھڑکاتی ہیں۔ پس **لعلکم تتقون** کے یہ معنی ہوئے کہ خداتعالیٰ نے روزے اس لئے مقرر فرمائے ہیں کہ تم ان اشیاء کے حملوں سے بچ جاؤ جو خدا سے ناراضگی بڑھاتی ہیں یا اپنے نفسوں کی ایسی اصلاح کرو کہ خدا کی ناراضگی کے اسباب دور ہو جائیں یا یہ کہ ایسے سامان جو خواہ بیرونی ہوں یا اندرونی۔ جن سے خدا ناراض ہوتا ہے ان سے بچ جاؤ۔ یہ تقویٰ اللہ ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ روزے کس طرح تقویٰ اللہ کا باعث ہو سکتے ہیں اور کس طرح ان اسباب سے بچا سکتے ہیں جو خدا سے دور کرنے والے ہوں اس کا جوڑ معلوم ہونا چاہیئے کیونکہ جب جوڑ معلوم ہو تبھی کام اچھی طرح ہوتا ہے۔

تعلق بتانے سے پہلے میں ان اعمال کی تقسیم بیان کرتا ہوں جن سے نیکی اختیار کی جاتی ہے یا جن پر دنیا میں کام ہو رہا ہے۔ کسی کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے بعض کام کئے جاتے ہیں اور بعض نہیں کئے جاتے۔ مثلاً ہم اپنے ماں باپ کو خوش کرتے ہیں تاکہ ہمارے اور ان کے تعلقات مضبوط ہوں۔ مگر وہ تب خوش ہونگے جب ہم ان کے لئے بعض کام کریں اور بعض نہ کریں۔ پھر ہمارا اپنا نفس ہے اس کی تندرستی کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ بعض چیزیں ہم کھائیں اور ایک خاص مقدار میں کھائیں اور بعض نہ کھائیں۔ جو کھانے والی ہیں۔ اگر مقررہ مقدار سے کم کھائیں

گے۔ تو ہماری تندرستی قائم نہیں رہے گی اور جو نہیں کھانے والی وہ اگر کھائیں گے تو بھی صحت نہیں رہے گی۔ اسی طرح دوستوں' حاکموں' آقاؤں کے ساتھ کرتے ہیں کہ بعض باتیں ان کی خاطر کی جاتی ہیں۔ اور بعض ان کے لئے چھوڑ دی جاتی ہیں۔ فنون سیکھنے کے لئے بھی یہی کرنا پڑتا ہے۔ انسان کوئی فن نہیں سیکھ سکتا جب تک بعض کام کرے اور بعض نہ کرے مثلاً روٹی پکانا ہے پہلے ضروری ہے کہ اس میں مناسب حد تک پانی ڈالے۔ زیادہ نہ ڈالے۔ ورنہ آٹا پتلا ہو جائے گا پھر خاص حد تک اس کو چوڑا اور گول کرے اگر زیادہ بڑھائی جائے گی تو روٹی نہ پکے گی پھر آگ جلائے اور مناسب حد تک جلائے اور زیادہ نہ جلائے تب روٹی پکے گی۔ اس طرح مثلاً زمیندار ہے اس کو بھی اپنے کام کے انجام دینے کے لئے بعض باتیں کرنی پڑتی ہیں۔ اور بعض سے رکنا پڑتا ہے مثلاً زمیندار ہل چلانے پر مجبور ہے اور مجبور ہے کہ بیج ڈالے لیکن اس پر بھی مجبور ہے.کہ ایک ہی جگہ اور قریب قریب ملا کر بیج نہ ڈالے یا گھنے درخت کے نیچے بیج نہ ڈالے۔ اگر ملا کر ڈالے گا تو بیج خراب ہو جائے گا۔ تو جتنے کام ہیں تبھی مکمل ہو سکتے ہیں کہ ان کی تکمیل کے لئے بعض کام کئے جائیں اور بعض نہ کئے جائیں اسی طرح خدا سے تعلق تب مضبوط ہو سکتا کہ بعض کام کریں اور بعض نہ کریں۔ کرنے کے کام حرکت چاہتے ہیں اور نہ کرنے کے سکون ان دونوں باتوں اور حالتوں کو پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں احکام دیئے ہیں۔ جن میں سے ایک صلوٰۃ (نماز) ہے اور دوسرا صوم۔ صلوٰۃ کے فعل میں حرکت پائی جاتی ہے۔ اور صوم کے معنی میں رکنا پایا جاتا ہے نماز قائم مقام ہے ان باتوں کی جو کرنے کی ہیں۔ اور روزہ قائم مقام ہے ان باتوں کا جو نہ کرنے کی ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بس یہی دو احکام ہیں۔ شریعت کے احکام تو بہت ہیں مگر یہ دونوں احکام دونوں قسم کے احکام کے لئے مرکزی نقطہ اور قائم مقام ہیں۔ یعنی کرنے کے احکام صلوٰۃ کے ماتحت آ جاتے ہیں اور نہ کرنے کے احکام صوم کے ماتحت۔ اور ان دونوں سے تقویٰ اللہ پیدا ہوتا ہے۔ جب تک یہ دونوں طرح کے احکام نہ بجالائے جائیں تقویٰ اللہ نہیں پیدا ہو سکتا۔ نماز پڑھنے کا یہ مطلب ہے کہ میں خدا کے حکم سے یہ کام کرتا ہوں اور روزے رکھنے کا یہ مدعا ہے کہ میں خدا کے حکم کے ماتحت یہ کام چھوڑتا ہوں۔ نماز کا چونکہ یہاں ذکر نہیں اس لئے میں اس کی تفصیل چھوڑتا ہوں اور روزے کو لیتا ہوں۔ روزے میں حکم ہوتا ہے کہ یہ کرو وہ نہ کرو۔ مثلاً حکم ہوتا ہے کہ روٹی نہ کھاؤ۔ پانی نہ پیو۔ بیوی خاوند کے تعلقات کے پاس نہ جاؤ۔ اور نماز میں حکم ہوتا ہے۔ وضو کرو اور اس طرح کرو۔ کھڑے ہو جاؤ اور یوں کھڑے ہو اور فلاں سمت کو کھڑے ہو۔ جھکو اور یوں جھکو وغیرہ۔ گویا نماز میں کرنے اور روزہ میں نہ کرنے کا حکم ملتا ہے۔

جس طرح نماز میں اللہ نے یہ بتایا کہ جو کرو ہمارے حکم سے کرو۔ اسی طرح روزہ میں حکم دیا کہ جو کچھ نہ کرو ہماری ممانعت سے نہ کرو۔ اس طرح کوئی انسانی فعل نہیں جو خدا کے تصرف سے باہر

رہتا ہو۔ انسان جو کام کرے خدا کے امر کے ماتحت اور جو نہ کرے وہ خدا ہی کی نہی کے ماتحت۔ اس طرح انسان کے تمام اعمال کو خدا کے تصرف کے نیچے لایا گیا ہے۔ پس انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے اندر یہ عادت اور یہ قدرت پیدا کرے کہ وہ جو کام کرتا ہے خدا کے لئے کرتا ہے اور جس سے باز رہتا ہے خدا کے حکم سے باز رہتا ہے۔ نماز اور روزہ اس بات کی مشق کے لئے ہیں۔ اور ہر کام کے لئے مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسا کہ سپاہیوں کو مشق کروائی جاتی ہے کہ ان سے خندقیں کھدواتے ہیں۔ چاند ماری کراتے ہیں حالانکہ ان کے سامنے اس وقت دشمن نہیں ہوتا۔ ان تمام کاموں سے یہ غرض ہوتی ہے کہ مشق ہو۔ کیونکہ بغیر مشق کے دنیا میں کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ مثلاً لوگ روزانہ معماروں اور نجاروں کو کام کرتے دیکھتے ہیں۔ اور بہت سے خیال کرتے ہیں کہ یہ کام سہل ہے۔ اور ہر شخص بڑی آسانی سے اینٹیں لگا سکتا ہے۔ اسی طرح بڑھئی کے کام کے متعلق سمجھتے ہیں کہ ہم بھی لکڑی کاٹ سکتے ہیں۔ حالانکہ یہ نہیں ہو سکتا جب تک مشق نہ ہو۔ نہ لکڑی کاٹی جا سکتی ہے۔ اور نہ اینٹیں لگائی جا سکتی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جبکہ میری عمر چھوٹی تھی۔ ہمارا ایک مکان بن رہا تھا۔ مستری لگے ہوئے تھے۔ یہ لوگ اپنے اوزاروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اس وقت باہر گئے ہوئے تھے۔ میں لکڑی کاٹنا معمولی بات سمجھ کر تیشہ سے لکڑی کاٹنے لگا۔ لیکن میرے ہاتھ پر اس سے آدھ انچ زخم لگ گیا۔ جس کا اب تک نشان ہے۔ چونکہ مشق نہ تھی تیشہ بجائے اصلی جگہ پر پڑنے کے ادھر ادھر پڑتا تھا۔

لطیفہ مشہور ہے کہتے ہیں کہ کوئی امیر زادہ تیر اندازی سیکھنے لگا۔ جس نشان پر وہ تیر پھینکتا تھا تیر بجائے اس پر پڑنے کے ادھر ادھر جاتا تھا۔ ایک فقیر جو دیر سے اس نظارہ کو دیکھ رہا تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھا اور نشانہ پر آبیٹھا۔ امیر زادہ کے **مصاحبین** نے ڈانٹا کہ کیا تمہاری موت آئی ہے۔ اور تمہیں زندگی دو بھر معلوم ہوتی ہے کہ ہدف پر آبیٹھا ہے۔ فقیر نے کہا زندگی کی خواہش ہی تو یہاں لائی ہے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تیرا ادھر ادھر تو پڑتے ہیں اگر نہیں پڑتے تو نشانہ کی جگہ پر نہیں پڑتے۔ تو ناواقف خواہ کسی کام کی نیت بھی کرے تو بھی مشق کے بغیر خلوص نیت کبھی کچھ کام نہیں دے سکتا۔ مثلاً اگر کسی شخص کے بیٹے پر اس کا دشمن تلوار اٹھائے اور اس شخص کے پاس بندوق ہو۔ مگر اس کو چلانے کی مشق نہ ہو۔ ایسی حالت میں بیٹے سے محبت کی وجہ سے اور اس کو بچانے کی نیت سے دشمن پر بندوق چلائے تو بجائے دشمن کے ممکن ہے بیٹے ہی کو مار ڈالے۔ اور اس طرح اس کا بیٹا بجائے دشمن کے ہاتھ سے مرنے کے باپ ہی کے ہاتھ سے مارا جائے۔ برخلاف ازیں مشاق لوگ بطور تماشہ اپنے بچے کے سر پر سیب رکھ کر گولی سے اڑا دیتے ہیں اور بچے کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ یہ محض تماشہ کے لئے اپنے پیارے بچہ کو خطرے میں ڈالتے ہیں اور بچا لیتے ہیں مگر

ناواقف باوجود خطرے سے نکالنے کی نیت اور ارادے کے اس کی جان لے لیتا ہے۔ اسی طرح سپاہی چند روپیہ لیکر مشق کی بنا پر دشمن کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور ایسے ایسے لوگوں کو گرا دیتا ہے جو اس سے مضبوط اور طاقت ور ہوتے ہیں لیکن جس کو مشق نہ ہو وہ اپنی جان کی حفاظت بھی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح تیراک کی مثال ہے وہ محض تفریح یا گرمی میں چند منٹ ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے تیرتا ہے مگر ایک دوسرا شخص جو تیرنا نہیں جانتا وہ اگر دریا میں پڑ جائے تو اپنی جان کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا۔ سمندر کے کناروں پر بعض اقوام کے بچے پیسہ دو پیسہ کے لئے غوطہ لگاتے ہیں۔ لوگوں کو کہتے ہیں کہ پانی میں پیسے ڈالو ہم نکالیں گے اور قبل اس کے کہ پیسہ زمین پر جائے نکال لاتے ہیں۔ مگر ایک دوسرا شخص جو تیرنا نہیں جانتا۔ اپنے ڈوبتے ہوئے بیٹے کو نہیں بچا سکتا۔ اور اگر ڈوب چکا ہو تو اپنے مردہ بچہ کی لاش بھی نہیں نکال سکتا۔ کہ خشکی پر دفن کر سکے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جن کو کسی کام کی مشق ہو۔ ان کے نزدیک مشکل سے مشکل کام آسان ہوتا ہے۔ اور جن کو مشق نہ ہو وہ خطرہ کے وقت اپنی یا اپنے بچہ کی عزیز جان باوجود کوشش کے بھی نہیں بچا سکتے۔

پس شریعت نے جو احکام دئے ہیں ان میں بعض کرنے کے متعلق ہیں اور بعض نہ کرنے کے متعلق ہیں اور ان کا مرکز نماز اور روزہ ہیں۔ تاکہ انسان ان کے ذریعہ اس بات کی مشق کرے کہ جب کوئی خدا کا حکم آئے گا تو میں وہ بجالاؤں گا۔ اور جس کام سے رکنے کے متعلق حکم آئے گا اس سے رک جاؤں گا۔ جب یہ مشق ہوگی تو وقت پر کامیاب ہوگا اور اگر مشق نہیں ہوگی تو موقع آنے پر رہ جائے گا۔

دیکھو جب سپاہی سے خندق کھدوائی جاتی ہے۔ اس وقت اگر کوئی کہے کہ یہ کیا فضول حرکت ہے کونسا اس کے سامنے دشمن آگیا ہے۔ تو یہ اس کی نادانی اور ناواقفی ہوگی۔ کیونکہ سپاہی سے خندق کھدوانا اور چاند ماری کرانا اور محنت کے کام لینا اس کے قدم کو جنگ میں مضبوط کر دیتا ہے۔ اور جب موقع آتا ہے تو انہی خندقیں کھودنے اور چاند ماری کرنے کی وجہ سے دشمن سے خوب مقابلہ کرتا ہے لیکن جو آرام کرتے ہیں اور ان کو مشق نہیں ہوتی وہ لڑائی میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

مشہور ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کہاں تک درست ہے۔ کہ ایک بے وقوف بادشاہ کو خیال آیا کہ فوجوں پر بہت پیسہ خرچ ہوتا ہے کیوں نہ فوجوں کو توڑ دیا جائے اور وقت ضرورت قصائیوں سے کام لیا جائے۔ یہ بھی تو خون بہاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ فوجیں توڑ دی گئیں۔ اس کا جب غنیم کو علم ہوا تو وہ چڑھ آیا۔ اور بادشاہ نے ملک کے قصائی جمع کر کے انہیں مقابلہ کے لئے بھیجا۔ لیکن وہ واپس بھاگ آئے۔ جب بادشاہ نے بھاگ آنے کی وجہ پوچھی تو کہا بادشاہ سلامت وہ

تو نہ رگ دیکھتے ہیں نہ پٹھا اندھا دھند مارتے چلے جاتے ہیں۔ ہم وہاں کیا کر سکتے ہیں۔ چونکہ سپاہی مرنا اور مارنا دونوں باتیں جانتا ہے۔ وہ اگر دیکھتا ہے کہ میں دشمن کو نہیں مار سکتا تو ملک کی حفاظت کے لئے خود مر جاتا ہے۔ اور بھاگنے کی نسبت مر جانا بہتر سمجھتا ہے۔ مگر قصائی آرام سے چھری تیز کر کے ذبح کرنا ہی جانتا ہے۔ اس لئے وہ دوسرے کے مقابلہ میں کب کھڑا ہو سکتا ہے۔ پس ہمیں بھی شریعت نے مشق کرائی ہے۔ جس میں یہ شرط ہے۔ کہ انسان نماز پڑھتے یا روزہ رکھتے ہوئے نیت کرے کہ خدا کے حکم کے ماتحت ایسا کرتا ہوں۔ اور جب یہ مشق پختہ ہو جائے تو پھر خدا تعالیٰ کے لئے خواہ کچھ کرنا پڑے آسانی سے کر سکے گا۔

یہ مت کہو کہ نماز پڑھنے والا خدا کے لئے وطن کیسے چھوڑ دے گا۔ چونکہ اسے خدا کے لئے کام کرنے کی عادت ہوگی۔ جب خدا کے لئے اسے وطن چھوڑنا پڑے گا تو چھوڑ دے گا۔ دیکھو فوج میں چاند ماری کراتے ہیں تو سامنے آدمی نہیں ہوتے بلکہ ایک تختہ ہوتا ہے۔ مگر اسی پر کی ہوئی مشق دشمن کے مقابلہ میں کام آتی ہے۔ نماز سے یا چاند ماری سے غرض اس قسم کا کام کرنے کی عادت یا مشق کرانا ہوتی ہے۔ دیکھو جب بچہ مٹی کھاتا ہے یا کوئی ایسا کام جو اخلاق کے خلاف ہے کرتا ہے۔ یا زمین پر بیٹھتا ہے اور تم روکتے ہو۔ تو اس سے تمہاری یہ غرض نہیں ہوتی کہ بڑا ہو کر زمین پر نہ بیٹھے یا مٹی نہ کھائے کیونکہ یہ کام تو وہ بڑا ہو کر خود بخود چھوڑ دے گا۔ ہاں اس طرح تم اس سے نافرمانی کی عادت نکالتے اور فرمانبرداری کی مشق کراتے ہو اسی طرح نماز سے غرض نماز کی مشق نہیں بلکہ خدا کے لئے کام کرنے کی مشق ہے کہ جو کام کرے خدا کے لئے کرے۔ اور روزہ سے یہ غرض ہے کہ جو کام چھوڑے۔ وہ خدا کے لئے چھوڑے اور اس کو آئندہ جو کام بھی کرنا پڑے یا چھوڑنا پڑے۔ خدا ہی کی رضاء کے لئے کرے یا چھوڑے۔ روزہ کی مشق میں خدا کے لئے کاموں سے رکنے کی مشق کرانا مدنظر ہے اور نماز میں خدا کے لئے کام کرنے کی مشق کرانا مدنظر ہے۔

روزے کے ذاتی فوائد بھی ہیں وہ انشاء اللہ اگلی دفعہ بیان کریں گے۔ فی الحال یہ سمجھو کہ جیسا فوجوں میں مشق کرائی جاتی ہے۔ اور ان کو حکم ہوتا ہے "مارچ" تو وہ چل پڑتے ہیں۔ اور جہاں روکنا ہوتا ہے وہاں کہدیا جاتا ہے "ہالٹ" تو ٹھہر جاتے ہیں۔ اس مارچ اور ہالٹ سے اس بات کی مشق کرانا مدنظر ہوتا ہے کہ جب کام کرنے کا حکم دیا جائے۔ کرو۔ اور جب کام سے رکنے کا حکم دیا جائے رک جاؤ۔ اسی طرح نماز سے کام کرنے کی مشق کرانا اور روزے سے روکنے کی مشق مدنظر ہے۔ گویا کہ یہ بھی مارچ اور ہالٹ کی طرح دو حکم ہیں۔ یہ دونوں احکام علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور ان دونوں کے فوائد ہیں ان سے مشق کرائی جاتی ہے۔ اور شرط یہ ہے کہ انسان جانتا ہو۔ کہ میں خدا کے حکم کے ماتحت کام کر رہا ہوں۔ لیکن اگر نماز اس نیت سے نہ پڑھی جائے گی۔ کہ میں خدا کے

حکم کے ماتحت پڑھتا ہوں۔ اور روزہ اس نیت سے نہیں رکھا جائے گا کہ میں خدا کے حکم سے رکھتا ہوں تو یہ مشق نہ ہوگی۔

پس نماز اور روزے کا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ انسان کو خدا تعالیٰ کے لئے کام کرنے اور خدا تعالیٰ کے لئے کاموں سے رکنے کی مشق ہوتی ہے۔ اور جب کوئی ایسا موقع آتا ہے جہاں خدا کا یہ حکم ہوتا ہے کہ یہ کام کرو وہاں آسانی اور خوشی سے وہ کام کر سکتا ہے۔ اور جہاں خدا کا یہ حکم ہوتا ہے کہ اس کام سے رک جاؤ وہاں آسانی سے رک سکتا ہے۔ علاوہ ازیں روزے کے ذاتی فوائدہ بھی ہیں۔ جو انشاء اللہ اگر توفیق ملی تو اگلی دفعہ بیان کروں گا۔

(الفضل ۱۸؍ مئی ۱۹۲۲ء)